مبشّرین اپنا میدانِ کار چھوڑ دیتے ہیں۔

[ماہنامہ "کرسچینٹی ٹوڈے" نے ۱۷ جون ۱۹۹۶ء کے شمارے میں کیرول - ایف - ہنٹ کا ایک اطلاعی مراسلہ شائع کیا ہے جس کا ترجمہ معاصر مذکور کے شکریے کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔ مدیر]

حالیہ برسوں میں کلیسیا اور الٰہیاتی مدارس اِس بڑھتے ہوئے مسئلے سے نبرد آزمار ہے ہیں کہ لوگ مشنری میدان چھوڑتے چلے جا رہے ہیں۔ اپریل ۱۹۹۶ء میں ۳۰ مختلف قوموں سے تعلق رکھنے والے ۱۱۵ مرد و زن انگلستان میں اس مقصد سے اکٹھے ہوئے کہ اجنبی ثقافتی ماحول میں کام کرنے والے مبشّرین کے انتخاب، تربیّت اور دیکھ بھال کے لیے کوئی نئی راہ تلاش کی جاتی۔

مشاورت میں شریک افراد نے ایک دو سالہ پروجیکٹ پر غور و فکر کیا جس میں ۴۵۳ ایجنسیاں شامل ہیں۔ یہ پروجیکٹ "ورلڈ ایونجلیکل فیلو شپ" کے قائم کردہ "مشنز کمیشن" (Mission's Commission) کے زیر اہتمام جناب پیٹر بیریرلے چلا رہے ہیں۔ جناب پیٹر بریرلے نے بتایا کہ ہر چھ مبشّرین میں سے ایک اپنی ملازمت کا پہلا مفوضہ کام ادھورا چھوڑ کر گھر واپس چلا جاتا ہے۔

"مشنز کمیشن" کے ڈائریکٹر جناب ولیم ٹیلر کی اطلاع کے مطابق "بعض مبشّرین اپنے مفوضہ علاقوں میں نہیں گئے، بعض پورے طور پر تیار نہ تھے اور بعض کو اپنے کام کے دوران میں تعاون حاصل نہ ہو سکا۔ طویل المیعاد مشنوں کی پریشان کن حد تک بڑھی ہوئی جنگ ختم کرنے کی ضرورت ہے۔"

لاطینی امریکہ کے مشنوں کی ایک ایجنسی کے سربراہ برازیل نژاد روڈی گِران کے خیال میں ضرورت اس بات کی ہے کہ مبشّرین مربوط نظام کے تحت تیار ہوں جس میں کلیسیا، تربیتی ادارے اور مشن ایجنسی سب شامل ہوں۔

نیویارک میں قائم تنظیم "انٹرایکشن" (Interaction) کے سربراہ ڈیوڈ پولاک نے کہا کہ تبشیری تنظیموں کو مبشرین کے ساتھ روابط بنانے کی کوشش کرنا چاہیے۔ "باہمی چپقلش کے خلاف اقدام محض اِس لیے نہیں کہ لوگوں کو ایک نظم کے اندر رکھا جائے، بلکہ اُن کو ٹوٹ پھوٹ جانے سے بچانا ہے۔"

جناب ٹیلر کا خیال یہ ہے کہ زیرِ عمل پروجیکٹ کا مقصد خداوند تعالیٰ سے مبشّرین کے صحیح تعلق کو قائم رکھنا ہے۔ اگر یہ مقصد حاصل ہو جاتا ہے تو پہلے سے زیادہ مبشّرین میدانِ عمل میں ہوں گے اور

پہلے سے زیادہ غیر مسیحیوں کو حلقۂ مسیحیت میں لایا جائے گا۔ جناب ٹیلر نے مزید بتایا کہ کمشن کے کام کے بارے میں اگلے سال ایک رپورٹ بھی شائع کی جائے گی۔

ایشیا

پاکستان: "جداگانہ طریقۂ انتخاب نے مسیحی قوم کو قومی سفر پر گامزن کیا ہے۔۔۔"

[کچھ عرصہ پہلے بشپ ہاؤس فیصل آباد میں کل پاکستان اقلیتی کانفرنس منعقد ہوئی تھی۔ زاہد انور نے ماہنامہ "مکاشفہ" کے لیے کانفرنس کی رپورٹ مرتب کی جو معاصر مذکور کے شکریے کے ساتھ ذیل میں نقل کی جاتی ہے۔ مدیر]

فیصل آباد کا تھولک بشپ ہاؤس میں جسٹس اینڈ پیس کمیشن کے زیر اہتمام کل پاکستان اقلیتی کانفرنس کا انعقاد کیا گیا، مگر یہ کانفرنس مسیحی کانفرنس تک ہی محدود رہی، کیونکہ اس کانفرنس میں دوسری اقلیتوں کا کوئی بھی نمائندہ شریک نہ ہوا۔ اس کے باوجود کہ اس کانفرنس میں بڑی تعداد میں مسیحی ایم - این - اے، ایم - پی - اے، سیاسی، سماجی و مذہبی رہنماؤں نے شرکت کی، پھر بھی یہ کانفرنس افراتفری کا شکار رہی۔ چاہیے تو یہ تھا کہ یہ کانفرنس ایک تاریخ مرتب کرتی اور آنے والی نسلوں کے لیے مشعل راہ بنتی، مگر مخلوط انتخابات کا نعرہ لگانے والوں نے اسے ہر طریقے سے سبوتاژ کرنے کی کوشش کی اور بشپ جان جوزف کی ایک مثبت کوشش کو ہر حال میں فیل کرنا چاہا، مگر بشپ جان جوزف نے بھی کمال دانش مندی اور جرات سے کانفرنس کو کنٹرول کیا۔ ویسے تو اس کانفرنس میں بہت سے مسئلے زیر غور بنے، مگر سب سے زیادہ طریقۂ انتخاب رہا۔ اس اہم موضوع پر بہت کچھ لکھا اور کہا جا چکا ہے۔ میرا نقطہ نظر یہ ہے کہ جداگانہ طریقۂ انتخاب نے مسیحی قوم کو قومی سفر پر گامزن کیا ہے، ایک بکھری ہوئی قوم مضبوط اور مستحکم ہوئی ہے اور اب یہ محسوس کرنے لگے ہیں کہ آگے جا کر ان کا کیا مستقبل ہو گا۔ جداگانہ انتخابات کا اندازہ ملک کے نامور دانشور زیڈ - اے - سلہری کے اس مضمون سے لگایا جا سکتا ہے جو انہوں نے بھارت کے موجودہ الیکشن پر لکھا ہے کہ مخلوط انتخابات کے ذریعے بارہ کروڑ مسلمانوں کو بے اثر کر دیا گیا ہے۔ آپ نے اپنے کالم کے ذریعے دنیا بھر کی اقلیتوں پر ثابت کیا ہے کہ مخلوط انتخابات ان کے لیے خودکشی کے مترادف ہیں، مگر یہاں تو چند نام نہاد لوگ اقلیتوں کو پھر اس آگ